شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مدظلہ سہارنپور

قسط ۲

اکابر علمائے دیوبند
کا
اتباعِ سنّت

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نوراللہ مرقدہ کے حالات میں تذکرۃ الخلیل میں لکھا ہے :-

کہ منیٰ کے قیام میں کچا کچھ اسباب کے گرد برابر برابر شغدف لگے ہوئے تھے کہ قبیل صبح صادق مطوّف آیا اور شور مچایا کہ تیار ہو جاؤ عرفات کے لئے ۔ دیکھتا ہوں تو حضرت دو شغدفوں کے بیچ میں گُل نما جو تنگ جگہ چھٹتی ہے اس میں اس میں کھڑے ہوئے اپنے مولا کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول ہیں اور پارہ ہائے قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے ہیں ۔ مطوّف اور جمالین نے بہت کچھ شور مچایا مگر حضرت کے طویل قیام میں ایک آیت کا بھی فرق نہ آیا ۔ تلاوت قرآن جس سکون کو چاہتی ہے اس کا حق ادا فرما کر جب آپ نے سلام پھیرا تو اللہ کے شیر پر غصہ کے آثار نمودار تھے اور تند و تیز لہجہ میں آپ نے مطوّف سے کہا تم بھول گئے ہم نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ سنت کے خلاف ہم ہرگز نہ کریں گے ۔ اور تم نے اقرار کیا تھا کہ جس طرح کہو گے اسی طرح کروں گا ۔ پھر قبل طلوع آفتاب لے چلنے پر ہم سے کہنے کا تم کو کیا حق ہے کہ فضول پریشان کر رہے ہو ۔ مطوّف نے کہا میں کیا کروں جمال نہیں مانتے ۔ جن پر کسی کا زور نہیں اور یہ اونٹ لے کر چل دئے تو حج فوت ہو جائے گا ۔ سنت کی خاطر فرض کو خطرہ میں ڈالنا تو اچھا نہیں ۔ اس پر حضرت کا غصہ تیز ہو گیا ۔ بھرّائی ہوئی آواز میں فرمایا ۔ ہم نے تم کو مطوّف قرار دیا ہے استاد اور پیر قرار نہیں دیا ہے کہ علمی مشورہ لیں ۔ جاؤ اپنا کام کرو ، ہم شروع آفتاب سے ایک منٹ پہلے بھی نہیں اٹھیں گے ۔ ہمارا مال خرچ اور صعوبت برداشت کر کے آنا حج کو بطریق سنّت ادا کرنے کے شوق میں ہوتا ہے ۔ نہ کہ تمہارے اور جمالوں کے غلام بننے کے لئے ۔ جمالوں کو اپنے اونٹوں کا اختیار ہے ۔ ان کا جی چاہے وہ ان کو لے جاویں باقی ہم پر ان کو کوئی اختیار نہیں کہ اٹھنے پر مجبور کریں ۔ تم نے ناوقت شور مچا کر ہم کو پریشان کر دیا اور نماز تک نہیں پڑھنے دی ۔ اس لئے ہم تم کو بھی آزاد کرتے ہیں ۔ اپنے دوسرے حاجیوں کو سنبھالو ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہم لُولے لنگڑے نہیں ہیں اور نہ عرفات کچھ زیادہ دور ہے ۔ اونٹ چلے جائیں گے تو پیدل بھی ہم انشاء اللہ پہنچ جائیں گے ۔ مگر تم یہ چاہو کہ سنّت چھوڑ کر تمہارا کہنا مانیں سو اس کی ہرگز

ہم سے توقع مت رکھو۔

ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نے ضلع رہتک کے ایک عالم کی صفائی کرتے ہوئے یوں کہا۔ کہ حضرت وہ تو حضور کے رشتہ دار ہیں اور بالکل ہمارے ہم خیال ہیں۔ صرف بعض عقائد میں کچھ یوں ہی جزوی سا اختلاف ہے۔ جیسا باہم ائمہ میں ..... وہ صاحب اپنی تقریر ختم نہ کر پائے تھے کہ آپ کے چہرے پر ناگواری کے آثار پیدا ہوگئے۔ اور آپ نے تعجب کے ساتھ فرمایا کہ ہائیں! عقائد میں اور اختلاف؟ یہ تو جزوی ہونا خود ہی آپ کو تسلیم ہے۔ میرا تجربہ تو یہ ہے کہ عقائد میں جزو توجزو اگر بالکل بھی اختلاف نہ ہو مگر شک اور شبہ کا درجہ ہو تو وہ بھی برباد اور گمراہ ہوئے بغیر نہیں بچتا۔ پھر اس کو ائمہ کے ساتھ تشبیہ دینا تو بڑی ہی دلیری کی بات ہے۔ پس چاہیے عمل میں کتنی ہی کمزوری ہو مگر خدا نہ کرے کہ کوئی مسلمان بدعت کو سنّت سمجھے یا سنّت کو سنّت ہونے میں شک لاوے کہ یہ بلائے درماں ، مہلک اور سم قاتل ہے۔

(تذکرۃ الخلیل ص ۳۵۵)

حضرت مولانا اسمٰعیل شہید قدس سرہ مسواک سفر میں بھی آپ کے کرتہ کی جیب یا تکئے کے غلاف میں رہتی تھی۔ اور کوئی وضو آپ کا مسواک کے بغیر نہ ہوتا تھا۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ "ارواح ثلثہ" میں لکھا ہے کہ اکبری مسجد میں پہلی صف میں ایک پتھر بیٹھ گیا تھا جس کی وجہ سے وہاں گارہ ہو جاتا تھا اور لوگ اس کی وجہ سے اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری صف میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ حضرت مولانا شہیدؒ تشریف لائے اور وہ زمانہ ان کے بہت عمدہ کپڑا پہننے کا تھا۔ مگر وہ آکر صف اول ہی میں اسی جگہ کھڑے ہوئے جہاں کیچڑ تھی۔ یہ اتباع سنّت کے شوق کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔

حضرت سید احمد شہید قدس سرہ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ جن سے بیعت لیتے تھے ان کو اتباع سنّت کی بہت تاکید کرتے تھے۔ مولانا عبدالحیٔ صاحب سے ایک دفعہ کہا کہ اگر کوئی امر خلاف سنّت مجھ سے ہوتا دیکھو تو مجھے اطلاع کر دینا۔ مولانا عبدالحیٔ صاحب نے کہا جب کوئی مخالف سنّت فعل عبدالحیٔ دیکھے گا تو عبدالحیٔ آپ کے ساتھ ہو گا ہی کہاں یعنی ہمراہی چھوڑ دے گا۔

مولانا عبدالحیٔ صاحب کے اتّباع سنّت کی نگرانی کا یہ عالم تھا کہ اپنے شیخ کو بھی خلاف سنت پر بھی ٹوک دیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت سید صاحب کی نئی شادی ہوئی تھی۔ نماز میں اپنے معمول سے کچھ دیر سے تشریف لائے۔ پہلے دن تو مولانا عبدالحیٔ نے سکوت کیا دوسرے دن بھی دیر ہوئی کہ تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی۔ مولانا عبدالحیٔ صاحبؒ نے سلام پھیر کر فرمایا کہ "عبادت الٰہی ہوگی یا شادی کی عشرت؟" سید صاحب نے اپنی غلطی کا اعتراف فرمالیا۔

مولانا محمد اسمٰعیل کاندھلویؒ میرے دادا مولانا اسمٰعیل صاحبؒ مقیم نظام الدین کے متعلق امیر شاہ خان لکھتے ہیں کہ جب بھی ان سے ملاقات ہوتی تھی تو وہ یہ ضرور فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں آیا ہے جب کسی کو کسی سے محبت تو اُسے

چاہیئے کہ اس کو اطلاع کردے۔ اس لئے میں بہ تعمیلِ ارشادِ نبوی تم سے کہتا ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے۔ یہ ان کا ہر ملاقات میں معمول رہا۔ اس پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ یہ جوش ہے اتباعِ سنّت کا جو مقتضی ہوتا تکرار کو ورنہ ایک بار اطلاع کردینا بھی کافی تھا۔

میرے دادا صاحب کا ایک اور واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت گنگوہیؒ سے تخلیہ میں یوں کہا میں بیعت ہوں مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی سے۔ اور مولانا مظفر حسین صاحبؒ سے تعلیم حاصل کی۔ ان حضرات کی تعلیم نقشبندی تھی۔ ان کی تعلیم پر عمل کرنے سے میرے لطائف ستّہ آٹھ دن میں ایسے پھڑنے لگے جیسے پھر کی پھرتی ہے۔ لیکن مجھے ابتدا سے اتباعِ سنّت کا شوق تھا۔ اور جو اوراد حدیث میں وارد ہوئے۔ جیسے پاخانہ میں جاتے وقت یہ دعا پڑھے اور نکلتے وقت یہ۔ اور بازار جانے وقت یہ۔ میں ان کا بہت اہتمام کرتا ہوں اس لئے مجھے اعمالِ مشائخ سے بہت کم دلچسپی تھی کبھی دس دن میں کبھی پندرہ دن میں مراقبہ کرلیا کرتا تھا۔ بیمیری حالت ہے اور اب ضعیفی کا وقت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جناب مجھے کچھ تعلیم فرمائیں۔

حضرت گنگوہیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اعمال آپ کرتے ہیں ان میں آپ کو مرتبہ احسان حاصل ہے۔ مزید تعلیم کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مرتبہ احسان حاصل ہونے کے بعد اشغال صوفیہ میں مشغول ہونا ایسا ہی ہے جیسا کوئی گلستاں بوستاں پڑھ لینے کے بعد کریما شروع کردے۔ اس لئے آپ کے لئے اعمالِ مشائخ میں اشتغال تضیع اوقات اور معصیت ہے۔ از زکریا عفی عنہ۔ میں نے اکابر سے اس قصہ میں بجائے گلستاں بوستاں کے یہ سنا تھا کہ کوئی شخص قرآن پڑھنے کے بعد کہے کہ میں نے قاعدہ بغدادی نہیں پڑھا ہے، پڑھا دیجئے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ | حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا تو مشہور قصہ غدر کے زمانہ کا ہے کہ جب ان کے نام وارنٹ کٹے ہوئے تھے اور سب کے اصرار سے حضرت نانوتوی کو ایک گھر میں چھپا دیا تھا تو تیسرے دن زبردستی گھر سے باہر نکل آئے اور ارشاد فرمایا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا غارِ ثور میں تین دن ہی پوشیدہ رہنا ثابت ہے۔ حضرت نانوتویؒ کا مقولہ سوانح قاسمی جلد ا صـ ۲۰۵ میں نقل کیا گیا ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ درزی کو نمونہ کا کوئی کپڑا مثلاً قمیص، اچکن دے دیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ اسی نمونہ پر کپڑے سیتے چلے جاؤ۔ خراش تراش سلائی وغیرہ کے اعتبار سے جس حد تک اس نمونہ کے مطابق کپڑوں کے سینے میں درزی کامیاب ہوگا اسی حد تک سلانے والے سے مزدور انعام کا مستحق ہوگا۔ اس تمثیل کو پیش کرکے ارشاد فرماتے کہ اسوۂ حسنہ محمدیہؐ قدرت کا بخشا ہوا نمونہ ہے۔ ساری انسانیت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اپنے آپ کو رنگ میں ڈھنگ میں، چال میں، چلن میں فکر میں، نظر میں اسی نمونہ کے مطابق ڈھالتے چلے جائیں جو جس حد تک اس نمونہ کے مطابق ہوگا اس کو اسی حد تک اپنے محبوب کی محبوبیت سے حصہ عطا کیا جائے گا۔

سوانح قاسمی صد ۰ ۴۸ میں لکھا ہے کہ جب حضرت سفر سے نانوتہ تشریف لاتے تو دستور تھا کہ گھر سے پہلے کچھ دیر کے لئے مسجد میں قیام فرماتے۔ نفل، ذاکرتے اور قصبہ والوں کو آپ کے آنے کی خبر پہنچتی تو سب مسجد کی طرف دوڑ جاتے معترضین آئیں اور اتباع سنت میں اکابرین دیوبند کا مقابلہ کرکے دکھائیں۔ چلنے میں، بیٹھنے میں، خورد و نوش میں بہت مشکل سے ان کی نظیر ملے گی۔

اس کے سنو، اسلام کی بنا چار ارکان پر ہے جن کو عبادات کہا جاتا ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ سینکڑوں احادیث میں ان کو اسلام کی بنا بتایا گیا ہے۔ محدثین، فقہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی انہی چیزوں کو عبادت کہا گیا ہے۔ مگر اب بعض مفکرین کہتے ہیں کہ یہ تو اصل عبادت کے لئے ٹریننگ کورس ہے۔ بلکہ ان عبادتوں کا مقصد بڑی عبادتوں کے لئے تیار کرنا ہے۔ گویا عبادت کا مطلب امت میں سے کوئی نہیں سمجھا بلکہ خود سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم بھی نعوذ باللہ نہیں سمجھے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام تعلیم دین کے لئے تشریف لاتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی حقیقت دریافت کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ کی شہادت اور یہی ارکان اربعہ صرف بتاتے ہیں اور حضرت جبرئیلؑ اس کی تصدیق فرماتے ہیں مگر نہ تو جبرئیلؑ کو پتہ چلا کہ یہ سب چیزیں غیر مقصود ہیں اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا۔ سینکڑوں جگہ حدیثوں میں اسلام کی بنا ان چار چیزوں پر ذکر کی گئی ہے مگر کسی حدیث میں مجھے تو ملا نہیں کہ اصل عبادت کچھ اور ہے اور یہ عبادات اس کے لئے ٹریننگ کورس ہیں۔

ایک بدو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا ہے کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ عبادات ہی اس کو بتاتے ہیں۔ وہ عرض کرتا ہے یا رسول اللہؐ! خدا کی قسم نہ اس پر زیادتی کروں گا نہ کمی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی کو کوئی جنتی دیکھنا ہو وہ اس کو دیکھ لے۔

قرآن و حدیث سے جو کچھ ہم نے سمجھا اور جو کچھ سلف صالحین سے ہم تک پہنچا وہ یہ ہے کہ جن کو اسلام کے ارکان اور مدار نجات بتایا گیا ہے وہی اصل عبادات ہیں۔ دوسری چیزیں ان کی تحصیل اور تکمیل کے لئے اختیار کی جاتی ہیں۔ جو ان کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے عبادات کہلاتی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے اعمال کو نیکی قرار دیا گیا ہے اور ان پر اجر کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اس اجر کی وجہ سے ان کو مجازاً عبادت بھی فرما دیا ہے۔ لیکن عصر حاضر کے بعض مفکرین نے اصل عبادات کو ان کے مرتبہ سے گرا کر قرآن و حدیث کے منشا کے خلاف دوسرے بعض اعمال کو حقیقی عبادات کا درجہ دے دیا جو ان کی بڑی سخت گمراہی ہے اور اس کے نتائج ان مفکرین کے متبعین و مقلدین کے تحریری و تقریری بیانات سے عجیب و غریب دینی تحریفات کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں جن سے ان لوگوں کے دین میں سخت

خلل ہو رہا ہے اور علوم دینیہ سے ناواقفت بے چارے ان کی تحریروں سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر دینی تحریف سے پوری امت کو محفوظ و مامون رکھے۔ اور دین کو اسی نہج پر سمجھنے اور اپنانے کی توفیق عطا فرمائے جس نہج کو لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مبعوث ہوئے اور آپ کے اولین مخاطبین جاں نثار اور فائز المرام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ سے سمجھا۔ پھر جوں کا توں الفاظ و معانی کو آگے بڑھایا اور اسی طرح خلفاً عن سلف ہم تک پہنچتا آ رہا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ اہلِ حق میں اسی طرح بحفاظت تامہ و اعتماد کامل منتقل ہوتا رہے گا۔ واللّٰہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ٥

دراصل یہ سارے فسادات علم کو پڑھے بغیر ذہانت سے کتابیں دیکھنے سے ہوتے ہیں۔

بچپن میں ایک قصہ سنا تھا کہ ایک نہایت ذکی آدمی نے کہا کہ پڑھنے کے واسطے استادوں کی کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ کی خوشامد کرنی پڑے۔ کتابیں موجود ہیں ترتیب وار دیکھ سکتے ہیں۔ فارسی سے ابتدا کی اور حسب شیخ سعدی کے اس شعر کو دیکھنا شروع کیا ٥

سعدی کہ گوئے بلاغت ربود　　در ایام بوبکر بن سعد بود

تو سعدی تو سعدی تھے ہی اور گوئے کے معنی گیند کے پہلے سے یاد تھے۔ اور سعدی کا بلا کی گیند لے جانا ایک لطیف معنی تھے۔ اب اس کے بعد غت ربود کے معنی ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے۔ نہ کسی لغت میں ملا نہ کسی کتاب میں ملا۔ وہیں سے یہ لفظ غتربود مہمل بات کے لئے ضرب المثل بن گیا۔

مجمع البحار میں ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ نہی عن الحلق قبل الصلوٰۃ ای صلوٰۃ الجمعۃ

جو حا کے کسرہ اور لام کے زبر کے ساتھ حلقہ کی جمع ہے اور بعض جاہلوں نے اس کو حا کے زیر اور لام کے سکون کے ساتھ سمجھا اور چالیس سال تک جمعہ سے پہلے سر نہیں منڈایا۔　　سندھی علی ابن ماجۃ

یہ ثمرہ ہے استاد سے نہ پڑھنے کا۔ حالانکہ یہ مضمون مختلف کتب حدیث میں تحلیق کے لفظ کے ساتھ آتا ہے۔

شمائل ترمذی میں امام ابن سیرین سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث شریف (ایسے ہی اور علوم دینیہ) دین میں داخل ہیں لہٰذا علم حاصل کرنے سے قبل یہ دیکھو کہ اس دین کو کس شخص سے حاصل کر رہے ہو۔ شمائل میں لکھا ہے کہ ابن سیرین اپنے وقت کے امام اور مشہور تابعی ہیں۔ بہت سے صحابہ کرام سے علوم حاصل کئے۔ فن تعبیر کے بھی امام تھے۔ خواب کی تعبیر میں ان کے ارشادات حجت ہیں۔ ان کے ارشادات کا مقصود یہ ہے کہ جس سے دین حاصل کرو اس کی دیانت، تقویٰ، مذہب، مسلک اچھی طرح تحقیق کر لو ایسا نہ کرو کہ ہر شخص کے کہنے پر عمل کرو خواہ وہ کیسا ہی بے دین ہو اس لئے اس کی بددینی اثر کئے بغیر نہیں رہے گی۔

عامۃ قلوب میں یہ سما گیا ہے کہ آدمی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا کہا، یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ کس نے کہا۔ حالانکہ یہ مضمون

فی نفسہ اگرچہ صحیح ہے لیکن اس شخص کے لئے ہے جو سمجھ سکتا ہو کہ کیا کہا۔ حق کہا یا باطل اور غلط کہا۔ لیکن جو لوگ اپنی ناواقفیت دینی کی وجہ سے کھرے کھوٹے، صحیح اور غلط میں تمیز نہ کر سکتے ہوں ان کو ہر شخص کی بات سننا مناسب نہیں کہ اس کا نتیجہ مآل کار مضرت و نقصان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں کوئی دعوے دار اگر ولایت، امامت نبوت، رسالت حتی کہ خدائی تک کا بھی نعوذ باللہ دعوٰے کرے تو ایک گروہ فوراً اس کا تابع بن جاتا ہے۔

بخاری میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے انما العلم بالتعلم شراح حدیث نے اس حدیث کو مختلف طرق اور اسانید سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ علم وہی معتبر ہے جو انبیاء کرام اور ان کے وُرثاء (علماء) سے سیکھ کر حاصل کیا جائے۔ بخاری میں ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں کے قلوب سے ایک دم نکال کر نہیں ختم کرے گا بلکہ علم اس طرح ختم ہو گا کہ علماء اٹھتے چلے جائیں گے حتی کہ کوئی عالم نہیں بچے گا تو لوگ اپنے سردار جاہلوں کو بنالیں گے۔ ان سے لوگ مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے۔ تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

آج کل اس کا ظہور شروع ہو گیا ہے کہ اکابر علماء میں سے جو اٹھتا ہے وہ اپنی جگہ خالی چھوڑ جاتا ہے۔ اس کا نعم البدل تو کیا اس جیسا بھی کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔ اور لوگ جاہلوں کو اپنا دینی سردار بنانے جارہے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اعلان کیا تھا کہ علم کو اس کے اٹھائے جانے سے پہلے پہلے حاصل کرلو کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ علم کس طرح اٹھایا جائے گا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ علم کا اٹھنا اس کے حاملین (یعنی علماء) کے اٹھنے سے ہو گا۔ تین دفعہ اس کو فرمایا ❊

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
کی چند اہم شاہکار تصنیفات

تاریخ دعوت و عزیمت مکمل پانچ حصے	۴۲/-	مجھے یاد ہے	۲۰/-
مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش	۱۸/-	پرانے چراغ	۲۲/-
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر	۲۲/-	نقوش اقبال	۱۵/-
منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین	۱۸/-	ارکان اربعہ	۲۲/-
دنیائے کابل سے کیلیفورنیا تک	۱۸/-	کاروان مدینہ	۱۲/-
جب ایمان کی بہار آئی	۱۸/-	قادیانیت	۱۲/-
تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی	۱۰/-	ذکر خیر	۸/-
معرکۂ ایمان و مادیت	۱۰/-	تعمیر انسانیت	۱۲/-

دیگر اہم مطبوعات

آپ حج کیسے کریں — از مولانا محمد منظور نعمانی ۸/-	مقالات سیرت — از ڈاکٹر محمد آصف قدوائی ۱۸/-
علم جدید کا چیلنج — از وحید الدین خان ۱۸/-	زاد سفر (ترجمہ ریاض الصالحین) حصہ اول ۲۲/-
طوفان سے ساحل تک — از محمد اسلم ۱۸/-	زاد سفر (ترجمہ ریاض الصالحین) حصہ دوم ۲۲/-
تاریخ مشائخ چشت — از مولانا محمد زکریا ۱۲/-	از امۃ اللہ تسنیم مرحومہ ہمشیرہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ناشر: فضل ربی ندوی — فون ۶۱۱۸۱۷
مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد مینشن ۱-کے-۳ ناظم آباد، کراچی ۱۸